بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محبت کی حقیقت

تالیف ـ ممتاز احمد عبد اللطیف

ناشر ـ مرکز الاصلاح التعلیمی الخیری ـ اموا مدینۃ الشیخ.شیوھر. بہار ـ انڈیا

فہرست عناوین

مقدمہ

الحمد لله رب العالمين القائل"قل إن كنتم تحبون الله فاتبعونى يحببكم الله ويغفر لكم ذنوبكم والله غفوررحيم"﴿آل عمران: ۳۱﴾

والصلاةوالسلام على نبينا محمد القائل"والذى نفسى بيده لاتدخلواالجنةحتى تؤمنواولاتؤمنوا حتى تحابوا"﴿مسلم﴾ وعلى آله و أصحابه أجمعين والتابعين لهم بإحسان إلى يوم الدين. وبعد:

حمد وثنا اور درود وسلام کے بعد عرض ہے کہ کائنات کی ہر خوبصورت چیز کی طرف انسانی دلوں کا مائل ہونا اور اس کے حصول کی تمنا اور کوشش کرنا ایک طبعی امر ہے، چونکہ انسان کی طبیعتیں مختلف ہوتی ہیں، اس لئے وہ اپنی شکل وصورت اور ظاہری بناوٹ کے اختلاف کی طرح اپنے باطنی اور معنوی احساسات وشعور میں بھی ایک دوسرے سے مختلف ہوتا ہے، اس امر کا اندازہ لگانا ہوتو ان الفاظ اور ان کے معنوی حقائق پر غور کیجئے جن کو انسان اپنے طبعی میلان اور دلی کشش کیلیئے استعمال کرتا ہے، اسکی تعبیر کے لیئے تقریبا ساٹھ الفاظ عربی زبان میں استعمال کیئے جاتے ہیں، ان میں سے چند مشہور ومعروف یہ ہیں.

﴿1﴾ محبت ﴿2﴾ عشق ﴿3﴾ هَوىٰ ﴿4﴾ صَبوَة ﴿5﴾ شغف ﴿6﴾ شوق ﴿7﴾ وُد ﴿8﴾ خُلّه

﴿1﴾ **محبت:** طبعی میلان اور دلی کشش کی تعبیر کے لیئے سب سے زیادہ محبت کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے، جس کا قرآن وحدیث میں بھی کثرت سے استعمال ہوا ہے، ہم نے بھی اس امر کے لیئے اسی محبوب لفظ کا سہارا لیا ہے، اور ﴿ محبت کی حقیقت ﴾ کے نام سے اگلے صفحات میں کچھ لکھنے کی کوشش کی ہے.
محبت کا لفظ اپنے اشتقاق کے اعتبار سے اپنے اندر کئی معنے رکھتا ہے:

﴿A﴾ محبت کا اصل معنی پاکی اور ستھرائی ہے، عرب کہتے ہیں: " حَبَبَ الأسنان" دانت بڑے ستھرے اور چمکیلے ہیں، " حَبَبَ الماء" پانی نتھر گیا یعنی خوب پاک صاف ہوگیا یعنی محبت اپنے دامن میں پاکی اور ستھرائی کو سمیٹے ہوئی ہے.

﴿B﴾ یا اس کا معنی استقرار ودوام اور لزوم ہے، عرب کہتے ہیں: "أَحَبّ البعير" اونٹ زانو جما کر بیٹھ گیا، گویا اسی طرح محبوب کی محبت دلوں میں بیٹھ جاتی ہے.

﴿C﴾ یا محبت کا لفظ "حباب" سے ماخوذ ہے جو پانی پر بارش کے قطروں کے گرنے سے اوپر کی طرف اٹھتا اور بلند ہوتا ہے، محبت بھی اسی طرح محبوب کے شوقِ دیدار وملاقات میں دل کے اندر جوش مارتی ہے اور اسے شعلے اٹھتے ہیں.

﴿D﴾ یا محبت کا لفظ " حُب " سے لیا گیا ہے جس کا معنی مغز اور ہر چیز کی اصل ہے، محبت بھی انسانی زندگی کا حاصل اور خلاصہ ہے.

﴿E﴾ یا محبت کا لفظ " حَبّة " سے ماخوذ ہے جس کا معنی دانہ ہے، یعنی جس طرح مادی زندگی کا انحصار آب ودانہ پر ہے اسی طرح روحانی زندگی کا دارومدار محبت پر ہے.

گویا محبت کا لفظ اپنے اشتقاق کے اعتبار سے اپنے اندر پاکی ستھرائی، صفائی و پاکیزگی، علوو بلندی، دوام ولزوم، سکون وقرار اور سببِ حیات کا معنی پوشیدہ رکھتا ہے.

﴿2﴾ عشق : یہ نام محبت کے تمام ناموں میں کڑوا کسیلا اور گھٹیا ہے، جس کا استعمال قدیم عربی کلام میں بہت کم اور قرآن اور صحیح احادیث میں بالکل نہیں ہوا ہے، ہاں صوفیہ اور جدید شعراء نے اپنے کلام میں اس لفظ کا کثرت سے استعمال کیا ہے، جس کا معنی فرطِ محبت ہے، دراصل عشق ایک لیس دار پودے کا نام ہے جو کسی چیز سے چمٹ جائے تو اس کا ساتھ نہیں چھوڑتا، یہی حال عشق کا ہے جس کو یہ بیماری لگ گئی وہ اس کے لیئے جان لیوا ثابت ہوتی ہے.

﴿3﴾ هَویٰ : یعنی ہوا وہوس جس کا عموماً مذموم محبت کے لیئے استعمال ہوتا ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

”وأما من خاف مقام ربه ونهى النفس عن الهوىٰ ، فإن الجنة هى الماوىٰ“﴿النازعات: ۴۱.۴۲﴾

ہاں جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا رہا ہوگا اور اپنے نفس کو بری خواہشات سے روکا ہوگا تو اسکا ٹھکانا جنت ہی ہے.

﴿4﴾ صَبوَة: صبوہ کا اطلاق ایسی محبت پر ہوتا ہے جس کے اندر جہالت اور نادانی کا پہلو غالب ہو. اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

”وإلاتصرف عنى كيدهن أصب إليهن وأكن من الجاهلين‘ ﴿يوسف: ۳۳﴾

اے اللہ! اگر تو نے ان عورتوں کا فریب مجھ سے دور نہ کیا تو میں ان کی طرف مائل ہوجاتا، اور بالکل نادانوں سے جاملتا.

﴿5﴾ شغف: یہ لفظ ”شغاف“ سے ماخوذ ہے جس کا معنی غلافِ قلب ہے، یعنی وہ محبت جو دل کا غلاف پار کر کے اس کے اندر جاگزیں ہوجائے.

اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ”قد شغفها حبا“ ﴿يوسف: ۳۰﴾

اس ﴿عزیز مصر کی بیوی﴾ کے دل میں یوسف ﴿علیہ السلام﴾ کی محبت بیٹھ گئی ہے.

﴿6﴾ وُد: یہ خلوص دل سے کسی چیز کو چاہنے کا نام ہے، جس کے اندر رحمت ورأفت کا پہلو غالب ہوتا ہے.

اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ”إن ربى رحيم ودود“ ﴿هود: ۹۰﴾

یقین مانو کہ میرا رب بڑی مہربانی والا اور بہت محبت کرنے والا ہے

اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے: ”تزوجوا الودود الولود“ ﴿ابوداؤد﴾ زیادہ بچہ دینے والی اور زیادہ چاہنے والی عورت سے شادی کرو!

﴿7﴾ شوق: محبوب کی طرف دل اور دلی شعور کے سفر کرنے کا نام شوق ہے،

﴿8﴾ خُلّة : خلت محبت کا وہ درجہ ہے جس میں ایک مُحِب اپنی محبت میں غیر کی شرکت گوارہ نہیں کرتا. اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

”لوكنت متخذاً خليلاً لاتخذت أبابكرخليلاً ولكن أبابكرأخى وصاحبى ولقد اتخذ الله صاحبكم خليلاً “﴿البخارى ومسلم﴾

اگر میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا لیکن ابوبکر میرے بھائی اور ساتھی ہیں، اور اللہ تعالی نے تمہارے ساتھی ﴿محمد ﷺ﴾ کو اپنا

خلیل بنا چکا ہے.
محبت کے ان مذکورہ ناموں کے علاوہ بھی بہت سارے نام ہیں ،طوالت کی خاطر ان ہی چند ناموں پر اکتفا کرکے محبت کی حقیقت و ماہیت کی طرف رخ کرتے ہیں.
محبت کی ان مذکورہ لغوی تعبیرات سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ محبت کسی خوبصورت، اور پسندیدہ چیز کی طرف طبعی کشش کا نام ہے جو انسان کے دل میں مختلف اسباب و وجوہات سے پیدا ہوتی ہے ،اوراس کے ثمرات ونتائج مختلف انسانی طبائع کی طرح مختلف ہوا کرتے ہیں ،کبھی اسکا حملہ اتنا شدید ہوتا ہے کہ اس راہ کا مسافرسب کچھ لٹا اور گنوا کر بھی فرحت اور خوشی محسوس کرتا ہے، چنانچہ مروی ہے:

''حبک للشئی یعمی ویصم''﴿مسند احمد﴾
تم کو کسی چیز کی محبت اندھا اور بہرا کردیتی ہے.

اس روایت کی سند میں ایک راوی بقیہ بن ولید آتے ہیں جو محدثین علمائے جرح وتعدیل کے نزدیک مجروح اور متکلم فیہ ہیں.
کبھی محبت محبوب کے دائمی وصال کی متقاضی ہوتی ہے .ایک عربی شاعر کہتا ہے:

یا مقیما فی خاطری وجنانی ☆ وبعیدا عن خاطری وعیانی
أنت روحی إن کنت لست أرأھا ☆ فھی أدنیٰ إلی من کل دانی

اے میرے دل ودماغ میں بسنے والے اور میری ذات اور میرے حضور سے دور رہنے والے،تو میری جان ہے گرچہ میں تجھے نہیں دیکھتا،لیکن تو تو میرے ہرقریب رہنے والے سے قریب تر ہے.

ایک دوسرا عربی شاعر کہتا ہے:
خیالک فی عینی وذکراک فی فمی☆ وشواک فی قلبی فأین تغیب
میری آنکھوں میں تیرا تصور، میری زبان پر تیرا ذکر اور میرے دل میں تیری حسین صورت رچی بسی رہتی ہے پھر تو کہاں جائیگا؟
ایک فارسی شاعر کہتا ہے:
درراہِ دوست مرحلۂ قرب وبعد نیست ☆ می بینمت عیاں ودعا می فرستمت
دوستی کی راہ میں مسافت کی دوری اور نزدیکی کوئی معنیٰ نہیں رکھتی، میں تجھے اچھی طرح دیکھ رہا ہوں اور تیرے لیئے دعا کرتا ہوں.
ایک اردو شاعر کہتا ہے:
تم میرے پاس ہوتے ہو گویا ☆ جب کوئی دوسرا نہیں ہوتا
کبھی محبت کی یہ آگ یک طرفہ لگتی ہے، مُحِب اپنے محبوب کے لیئے بیقرار، اوراس کا محبوب اس سے بے زار ہوتا ہے، زمانۂ نبوی کا ایک مشہور واقعہ ہے کہ'' مغیث اور بریرہ'' رضی اللہ تعالی عنھما دونوں حالتِ غلامی میں ایک دوسرے کے شریکِ حیات تھے ،بیوی یعنی بریرہ کو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنھا نے آزاد کردیا، اب شرعی قاعدے کے مطابق آزاد عورت کسی غلام مرد کی زوجیت میں نہیں رہ سکتی، لہذا! ان دونوں کے درمیان جدائی ہوگئی، اس جدائی اور فرقت کے بعد حضرت مغیث مدینہ کی گلیوں میں زاروقطار روتے ہوئے چلتے، ان کی آنکھوں سے آنسوں اس قدر بہتے کہ ان کی داڑھی تر ہوجاتی، اللہ کے رسول ﷺ کو ان کا یہ حال نہ دیکھا گیا، اور حضرت بریرہ سے اپنی رائے کا اظہار کیا کہ کاش تم مغیث کے پاس دوبارہ چلی جاتی! اس نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا یہ آپ کا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا:''إنماأناشافع'' میں صرف سفارش کررہا ہوں تو اس نے کہا مجھے اس کی کوئی حاجت نہیں ہے،اس پر آپ ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا:

”یا عباس ألا تعجب من حب مغیث بریرة ومن بغض بریرة مغیثا“ ﴿البخاری﴾
اے عباسؓ کیا آپ کومغیث کی بریرہ سے محبت اور بریرہ کی مغیث سے نفرت دیکھ کر تعجب نہیں ہوتا؟

بہرصورت ! محبت ایک ایسی حقیقت ہے، جسے ہر شخص کی زندگی دوچار ہوتی ہے، گرچہ اس کی کیفیت اور حیثیت جداگانہ ہوتی ہے ،ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمیں اپنی محبت کے لیئے کون سی راہ اختیار کرنی چاہیئے ، اور کن لوگوں سے کس طرح ، کیسے ، کس لیئے اور کب محبت کرنی چاہیئے ؟ ان ہی سوالوں کو اس چھوٹے سے رسالے میں حل کرنے کی کوشش کی گئی ہے ، ہمیں اس میں کس قدر کامیابی حاصل ہوئی ہے؟ اس کا فیصلہ ہمارے قارئین ہی فرمائیں گے ، ہم تو صرف اتنا چاہتے ہیں کہ یہ ہماری بخشش کا ذریعہ بن جائے ،اور مخلوقِ خدا اس سے بھرپور فائدہ اٹھائے .اللہ ایسا ہی کرے .آمین.

آخر میں ہم اپنے عزیز دوست حافظ محمد طیب صاحب سلمہ کا تہِ دل سے شکر گزار ہیں، جنہوں نے اس رسالے کے مسودے کو شروع سے اخیر تک پڑھ کر اپنے مفید مشوروں سے نوازا ، انہیں اللہ تعالی دنیا اور آخرت میں اسکا بہترین بدلہ عطا فرمائے .آمین.

ممتاز احمد عبداللطیف/ اسلامک سینٹر/ دبئ
13/ربیع الاول 1419ھ موافق 6/اگست 1998ء

محبت کا مفہوم

محبت دلی میلان ،قلبی رجحان اور طبعی کشش کا نام ہے، جو کسی پسندیدہ اور محبوب چیز کو دیکھ،سن، چکھ،سونگھ، اور چھوکر عقل کے ذریعے دل پر وارد ہوتی ہے، جس کے حصول کے لئے ایک مُحِبّ ہرطرح کی قربانی دینے کے لئے ہمہ وقت تیار رہتا ہے،اوراس کے حصول پر بے پایاں خوشی اور لذت محسوس کرتا ہے، اور اس کے عدم حصول پر یاس وقنوط کا شکار ہوتا ہے، اگر یہی طبعی کشش حدِّ اعتدال سے بڑھ جائے تو اسے عشق کا نام دیا جاتا ہے، اوراگر یہ عشق عالم محسوسات سے تعلق رکھتا ہو تو اس کا عاشق ہر شرعی اور غیر شرعی امور انجام دیکر گوہر مقصود حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے،اوراگراس کا تعلق عالم غیبیات یا معنوی امور سے ہو تو اس کا عاشق فنافی اللہ کا دعوی کرکے اپنی ذات سے شرعی احکام کے اٹھالئے جانے کا ڈھونگ رچتا ہے.

بہرصورت ! یہ ایک حقیقت ہے کہ آنکھ حسین چیزوں اور خوبصورت مناظر کو دیکھکر لذت حاصل کرتی ہے، کان سریلی اور شیریں آواز کو سن کر مدہوش ہوتا ہے، ناک پاکیزہ ہواؤں اور بھینی بھینی خوشبوؤں کو سونگھ کر لطف اندوز ہوتی ہے، زبان لذیذ اور مزیدار کھانوں کو چکھ اور کھا کر لذت محسوس کرتی ہے، اور ہاتھ نرم و نازک اشیاء کو چھو کر لذت یاب ہوتا ہے، ان حواس خمسہ کے علاوہ بسا اوقات دل کی بصیرت بذات خود جذب محبت کا باعث ہوتی ہے، جس پر اللہ کے رسول ﷺ کی یہ حدیث دلالت کرتی ہے:

”حُبّب إليّ الطیب والنساء، وجعلت قرة عینی فی الصلاة “ ﴿مسنداحمد﴾
خوشبو اور عورتوں کی محبت مجھے عطا کی گئی ہے، اور میری آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں ہے.
خوشبو اور عورتوں کا تعلق تو عالم محسوسات سے ہے لیکن نماز ایک معنوی چیز ہے جس کی محبت حواس خمسہ کی بجائے عقل سلیم اور دل کی بصیرت سے ڈائرکٹ حاصل ہوتی ہے.

محبت اور عشق کے درمیان فرق

قلبی رغبت اور دلی میلان کے لئے ہماری اردو زبان میں دو الفاظ محبت اور عشق کثرت سے استعمال ہوتے ہیں، لیکن ان دونوں کی معنوی حیثیت میں بڑا فرق ہے، قرآن مجید کا مطالعہ کرنے والے بخوبی جانتے ہیں کہ عشق کا لفظ قرآن مجید میں کہیں استعمال نہیں ہوا ہے، اور حدیث رسول کے مجموعے میں بھی اس لفظ کے استعمال کا دور دور تک پتہ نہیں چلتا، ہاں بعض ضعیف اور موضوع روایات کے اندر عشق کا لفظ استعمال ہوا ہے، جو محدثین اور اہل علم کے نزدیک نا قابل اعتبار ہے. جیسے:

''من عشق فعف فمات فهو شهيد''

جس نے عشق کیا، پاکدامن رہا پھر مر گیا تو وہ شہید ہے.

اس حدیث کو امام ابن جوزیؒ نے اپنی کتاب ''موضوعات'' میں درج کیا ہے، اور لکھا ہے کہ اس کا راوی سوید بن سعید ہے، جس کے متعلق محدثین اور علمائے جرح وتعدیل نے سخت الفاظ استعمال کئے ہیں، اور علامہ ابن القیمؒ فرماتے ہیں:

''ولا يحفظ عن رسول الله ﷺ لفظ العشق في حديث صحيح البتة''(زادالمعاد)

اور اللہ کے رسول ﷺ کی کسی صحیح حدیث سے عشق کا لفظ ہرگز ثابت نہیں ہے.

درحقیقت عشق کا لفظ ضرر رساں پہلو کا حامل ہے، اس لئے قرآن وحدیث میں کہیں اس کا استعمال نہیں ہوا ہے، اس لفظ کی تحقیق کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک ایسا لفظ ہے جس کا سرا جنون سے ملتا ہے، چنانچہ اہلِ قاموس لکھتے ہیں:

'' الجنون فنون والعشق من فنه'' جنون کی کئی قسمیں ہیں اور عشق اس کی ایک قسم ہے.

عشق کی اس معنوی حقیقت کی طرف اردو زبان کے مشہور شاعر غالب نے بھی اشارہ کیا ہے:

عشق نے غالب نکما کردیا ☆ ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے لفظ عشق کے برعکس محبت کا لفظ قرآن وحدیث میں کثرت سے استعمال ہوا ہے، بطور مثال ذیل میں چند آیات قرآنی اور احادیث نبوی درج کی جاتی ہیں.

'' إن الله يحب المحسنين''﴿البقرة :١٩٥﴾ بیشک اللہ تعالی احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے.

''إن الله يحب التوابين''﴿البقرة:٢٢٢﴾ بیشک اللہ تعالی توبہ کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے.

''والله يحب الصابرين''﴿آل عمران:١٤٦﴾ اور اللہ تعالی صبر کرنے والوں کو ہی چاہتا ہے.

'' إن الله يحب المقسطين''﴿المائدة:٤٢﴾ یقیناً عدل والوں کے ساتھ اللہ تعالی محبت رکھتا ہے

'' إن الله لا يحب المعتدين''﴿البقرة :١٩٠﴾ بیشک اللہ تعالی زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا.

'' لايحب الله الجهربالسوء من القول إلا من ظلم''﴿النساء:١٤٨﴾ برائی کے ساتھ آواز بلند کرنے والوں کو اللہ تعالی پسند نہیں فرماتا، مگر مظلوم کو اس کی اجازت ہے.

'' إن الله لايحب الخائنين''﴿الأنفال:٥٨﴾ بیشک اللہ تعالی خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا.

''المرء مع من أحبّ''﴿البخاری﴾ ہر شخص کا حشر اس شخص کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے.

''لایؤمن أحدکم حتّی أکون أحبّ إلیه من والده وولده والناس أجمعین''﴿البخاری﴾
تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک کامل مومن نہیں بن سکتا جب تک کہ اسے نبی ﷺ کے ساتھ اپنے ماں باپ، اولاد اور باقی سب لوگوں سے بڑھ کر محبت نہ ہو.

''لاتدخلوا الجنة حتّی تؤمنوا ولاتؤمنوا حتّی تحابّوا''﴿مسلم﴾
جب تک ایمان نہیں لاؤگے تب تک جنت میں داخل نہیں ہوگے اور جب تک آپس کی محبت نہیں ہوگی تب تک مومن نہیں بنوگے.
''یقول الله عزّ وجلّ یوم القیامة أین المتحابّون لجلالی الیوم أظلّهم فی ظلّی یوم لاظلّ إلاّظلّی''﴿مسلم﴾
اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالی قیامت کے دن فرمائیگا کدھر ہیں وہ جن کی باہمی محبت میرے لئے تھی، آج میں ان کو اپنے سائے میں جگہ دونگا جبکہ میرے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں ہے.

''ثلاث من کن فیه وجد بهن حلاوة الإیمان، أن یکون الله ورسوله أحبّ إلیه مماسواهما،وأن یحبّ المرء لایحبّه إلاّ لله ، وأن یکره أن یعود فی الکفر کمایکره أن یقذف النار''﴿البخاری﴾
یہ تین چیزیں جس کے اندر ہونگی وہ ایمان کی چاشنی پالیگا، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت اس کے دل میں دنیا ومافیہا سے زیادہ ہو، جس کسی سے بھی محبت کی ہو تو صرف اللہ کے لئے کی ہو، اور کفر کی طرف لوٹنا اس کو اس طرح ناگوار ہو جس طرح جہنم کی آگ میں ڈالا جانا.

'' من أحبّ سنّتی فقد أحبّنی ومن أحبّنی کان معی فی الجنة'' ﴿ الترمذی﴾
جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا.
محبت دراصل ایک روحانی صفت ہے جو جسم میں روح کے داخل ہونے کے پہلے پہلے روح میں موجود ہوتی ہے، اس حقیقت کی طرف اللہ کے رسول ﷺ کی یہ حدیث اشارہ کرتی ہے

''الأرواح جنود مجندة ماتعارف ائتلف وماتناکر اختلف''﴿مسلم﴾
روحیں جتھے دار فوجوں کی طرح ہیں جن کو عالم ارواح میں ایک دوسرے سے معرفت ہوتی ہے دنیا میں آکر بھی ایک دوسرے سے الفت پکڑتے ہیں اور جن روحوں کو عالم ارواح میں ایک دوسرے سے معرفت نہیں ہوتی دنیا میں آکر ایک دوسرے سے اختلاف کرتے ہیں.

لہذا! ہمیں کتاب وسنت کی اتباع کرتے ہوئے اپنے دلی میلان اور قلبی رجحان کی تعبیر کے لئے لفظ عشق کی بجائے لفظ محبت کا استعمال کرنا چاہئے، اسی میں ہماری فلاح وبھلائی مضمر ہے.

محبت کے اقسام

طبعی کشش سے جو محبت دل میں پیدا ہوتی ہے، اس کو تین حصوں میں تقسیم کرسکتے ہیں ﴿1﴾ طبعی محبت. ﴿2﴾ عقلی محبت. ﴿3﴾ شرعی محبت.

﴿1﴾ طبعی محبت سے مراد وہ فطری محبت ہے جسے ہر شخص اپنی ذات کی بقا اور منفعت کے لئے کرتا ہے یعنی انسان کا پہلا محبوب اس کی اپنی ذات ہے پھر مال واولاد، اہل وعیال اور خویش واقارب. مثال کے ذریعے اس فطری امر کو یوں سمجھا سکتا ہے کہ اگر کسی

شخص سے کہا جائے کہ وہ خود قتل ہونے کے لئے تیار ہو جائے ورنہ اس کی جگہ اس کے لڑکے کو قتل کر دیا جائیگا تو وہ فطرتاً اپنی جان بچانے کی کوشش کریگا اور اپنی جگہ اپنے لڑکے کو قتل ہونے دیگا، کیوں کہ اس کو اپنی جان اپنے لڑکے کی جان سے زیادہ عزیز ہے، ہاں اس فطری امر کے خلاف بھی دنیا میں ایثار وقربانی کی مثال پیش آتی رہتی ہے، وہ ایک استثنائی شکل ہوتی ہے جو اس عام فطری تقاضے کے خلاف ظہور پزیر ہوتی ہے.

﴿2﴾ عقلی محبت سے مراد وہ محبت ہے جو کسی پسندیدہ اور محبوب چیز کی خوبی کو دیکھ اور سن کر اس سے منفعت حاصل کرنے کے لئے ہوتی ہے، جیسے محسن کا احسان، کسی حسین وجمیل شخص کا حسن و جمال، اور کسی اہل کمال کا کمال.
﴿3﴾ شرعی محبت سے مراد وہ محبت ہے جس کو شرع نے مشروع قرار دیا ہو جیسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت اور حق کی پاسداری اور باطل سے نبرد آزما ہونے کا جذبہ وغیرہ.

محبت کے اسباب

گرچہ ضمنی طور پر گزشتہ سطور میں محبت کے اسباب کا قدرے بیان ہو چکا ہے، لیکن مزید وضاحت کیلئے ذیل میں محبت کے بنیادی اسباب کا مستقل ذکر کیا جاتا ہے، جو یہ ہیں.

﴿1﴾ جمال. ﴿2﴾ کمال. ﴿3﴾ احسان.

﴿1﴾ جمال: یہ ایک حقیقت ہے کہ دل فطرتاً ہر خوبصورت چیز کی طرف
مائل ہو کر اس سے لطف اندوز ہوتا ہے، اور بسا اوقات اس سے اپنے غموں کا مداوا کرتا ہے، جیسے خوبصورت چہرہ، بلند وبالا قامت، سنہرے بال، لہلہاتے پودے، جاری پانی، کھلتی کلیاں، حسین وجمیل نقش ونگار اور قدرت کے مختلف خوبصورت مناظر.
یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کا انکار وہی شخص کر سکتا ہے جو اپنی فطرت سلیم، عقل سلیم اور اپنی بصیرت ومعرفت کھو چکا ہو، کیوں کہ یہ چیز ہر شخص بلکہ ہر ذی روح کی فطرت میں داخل ہے، خود اللہ تعالی ہر جمیل چیز کو محبوب رکھتا ہے، چنانچہ اللہ کے رسول ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

"إنّ الله جميل يحبّ الجمال" ﴿مسلم﴾ یقیناً اللہ تعالی جمیل ہے اور جمال کو پسند فرماتا ہے.

﴿2﴾ کمال: کسی ذات یا کسی چیز میں اعلی درجے کی خوبی ہو تو اسے صفت کمالی سے تعبیر کرتے ہیں خواہ یہ صفت ظاہری ہو جیسے غایت درجے کا حسین وجمیل چہرہ اور قدرت کے دیگر مناظر، اور خواہ معنوی ہو جیسے غایت درجے کا علم واخلاق اور قدرت کے تخلیقی شہکاروں کی دیگر ذوات واشیاء.

یہ معنوی حسن اور وہ بھی کمال درجے کا محبت کی دنیا میں بڑی اہمیت کا حامل ہے، نبی، رسول، عالم دین اور کسی ماہر فن کی محبت دلوں میں ان کی اسی صفت کمالی سے پیدا ہوتی ہے، مسلمان اسی راہ سے اپنے نبی محمد ﷺ کی محبت پر جان چھڑکتے ہیں، فقہی مذاہب کے افراد اپنے اماموں کی تقلید اور اس میں غلو اسی راہ سے کرتے ہیں، لاکھوں انسان حاتم طائی کی جود وسخا کی تعریف اس کی اسی صفت کمالی کی وجہ سے کرتے ہیں، اور ہزاروں انسان شکسپیر، امرء القیس، متنبّی، غالب اور اقبال کے اشعار کے شیدا اور فریفتہ اسی راہ سے ہوتے ہیں.

﴿3﴾ احسان: کہتے ہیں ''الإنسان عبد الإحسان'' انسان احسان کا غلام ہے. کیوں کہ محسن کی محبت محسن الیہ کے دل میں پیدا ہونا ایک بدیہی امر ہے، کیا دیکھتے نہیں کہ ایک اجنبی آدمی جو کسی دوسرے اجنبی آدمی پر احسان کرتا ہے تو اس اجنبی محسن کی محبت اس کے دل میں جاگزیں ہوجاتی ہے، اور وہ اس کے احسان تلے دبا جاتا ہے، حالانکہ انکی اس سے کوئی قرابت مندی اور رشتہ داری نہیں ہوتی.

﴿4﴾ روحانی نسبت: کبھی صرف روحانی نسبت ہی دو شخصوں کے درمیان محبت کا باعث بنتی ہے، نہ ان دونوں میں کوئی قرابت ہوتی ہے، نہ کوئی ایک دوسرے کا محسن ہوتا ہے اور نہ ہی جمال وکمال ان کی باہمی محبت کا سبب بنتا ہے، بلکہ وہ روحانی نسبت ان کی محبت کا سبب بنتی ہے، جو ان کی روحوں کے درمیان عالم ارواح سے موجود ہوتی ہے.

''الأرواح جنود مجندة ماتعارف ائتلف وماتناكر اختلف'' ﴿مسلم﴾

روحیں آپس میں جتھے دار فوجوں کی طرح ہیں جن کو عالم ارواح میں ایک دوسرے سے تعارف ہوتا ہے وہ باہم الفت پکڑتے ہیں، اور جن کو وہاں ایک دوسرے سے تعارف نہیں ہوتا وہ باہم اختلاف کرتے ہیں.

اگر محبت کے یہ جملہ اسباب جمال، کمال، احسان اور روحانی نسبت وغیرہ کسی ایک فرد میں جمع ہوجائیں تو اس فرد کی محبت دلوں میں زیادہ جاگزیں ہوتی ہے، جیسے کوئی شخص غایت درجے کا حسین وجمیل ہے، اس کا علم واخلاق بھی غایت درجے کا ہے اور وہ احسان اور حسن تدبیر کی دولت سے بھی مالا مال ہے، نیز یہ جملہ مذکورہ اسباب وصفات جس شخص میں جس کمال درجے کا ہوگا اسے الفت ومحبت بھی اسی کمال درجے کی ہوگی.

محبت رسول ﷺ

شرعی اصول ومبادی اور رموز ونکات پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ سے ایک مومن بندے کی محبت محبت کی تینوں قسموں محبت طبعی، محبت عقلی اور محبت شرعی سے معنون ہے، جس کی وضاحت ذیل میں سلسلہ وار کی جاتی ہے.

﴿1﴾ طبعی محبت: محبت کی سب سے پہلی قسم محبت طبعی ہے جس کے اندر انسان اپنی ذات اور مال واولاد سے محبت کرتا ہے، ایک مومن بندے کی محبت اللہ کے رسول ﷺ سے اس اعتبار سے بھی ہوسکتی ہے، کیوں کہ اللہ کے رسول ﷺ ساری امت کے روحانی باپ ہیں اور آپ ﷺ کی ازواج مطہرات مائیں، اس حقیقت کی طرف قرآن مجید کی یہ آیت اشارہ کرتی ہے.

' النبى أولى بالمؤمنين من أنفسهم وأزواجه أمهاتهم' ﴿الأحزاب: ٦﴾

پیغمبر مومنوں پر خود ان سے بھی زیادہ حق رکھنے والے ہیں، اور پیغمبر کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں.

﴿2﴾ عقلی محبت: یہ محبت عموماً تین اسباب وصفات جمال، کمال اور احسان کے ذریعے ہوا کرتی ہے، اور یہ تینوں اسباب وصفات آپ ﷺ کے اندر بدرجۂ اتم موجود تھے.

﴿A﴾ جمال: حسن وجمال کے آپ ﷺ پیکر تھے، آپ ﷺ کے اس وصف کو جاننا ہو تو صحابۂ کرام اور آپ ﷺ کے جانثاروں کے ان جذباتی کلمات کو پڑھیئے جو آپ کی شان میں کہے گئے ہیں، حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں:

'' كان مثل الشمس والقمر'' ﴿مسلم﴾ آپ ﷺ آفتاب وماہتاب کی طرح چمکتے دمکتے تھے.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں:

لنا شمس وللآفاق شمس ☆ وشمسي خير من شمس السماء
لأن الشمس تطلع بعد فجر ☆ وشمسي تطلع بعد عشاء

ہمارے لئے ایک سورج ہے اورآسمان کے لئے بھی ایک سورج ہے، اور ہمارا سورج آسمان کے سورج سے بہتر ہے، اس لئے کہ آسمان کا سورج فجر کے بعدطلوع ہوتاہے اور ہمارا سورج عشاء کے بعدطلوع ہوتا ہے.

حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں:

’’کان رسول الله ﷺ من أحسن الناس خلقا، ولامسست خزا ولا حريرا ولاشيئاكان ألين من كف رسول الله ، ولاشممت مسكا ولاعطرا كان أطيب من عرق النبي‘‘﴿مسلم﴾

رسول اللہﷺ خوش خلقی میں تمام لوگوں سے بڑھے ہوئے تھے، میں نے ریشم کا دبیزیاباریک کپڑا یا کوئی دوسری چیزایسی نہیں چھوئی جوآپ کی ہتھیلی سے زیادہ نرم ہو، میں نے کبھی کوئی مشک یا کوئی عطرنہیں سونگھا جوآپ کے پسینے سے زیادہ خوشبودار ہو.

حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں:

’’من راٰہ بديهة هابه ومن خالطه معرفة أحبه يقول ناعته لم أرقبله ولا بعده مثله‘‘﴿الترمذی﴾

جوکوئی اچانک آپ کے سامنے آجاتا وہ دہل جاتا، جو پہچان کر پاس آبیٹھتا وہ فریفتہ ہوجاتا اور دیکھنے والا کہا کرتا کہ میں نے آپ جیسا کوئی اس سے پہلے اور بعد میں نہیں دیکھا.

ایک شخص کا قرض ابوجہل پر تھا، وہ تقاضا کے لئے اس کے پاس آیا، لیکن ابوجہل نے دینے سے انکار کر دیا، وہ بے چارہ مایوس ہوکر آپﷺ کی خدمت میں آیا اور شکایت کی، آپﷺ اس کے ساتھ ابوجہل کے گھر گئے، دروازہ کھٹکھٹایا تو وہ نکلا، آپ کو دیکھکر حیران اورمبہوت ہوگیا، آپ نے اس سے کہا اس بے چارے کی رقم لوٹادو، وہ چپ چاپ گھر کے اندر گیااور رقم لاکر لوٹادی. ﴿البداية والنهاية﴾

حضرت جبرئیل علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے مشرق اورمغرب کا دورہ کیا لیکن آپ جیسا حسین کسی کونہیں پایا.

ایک فارسی شاعر نے جبرئیل علیہ السلام کے اسی قول کا مفہوم اپنی زبان میں یوں ادا کیا ہے:

آفاقہائے دیدہ ام ☆ مہر بتاں ورزیدہ ام
بسیارخوباں دیدہ ام ☆ لیکن تو چیزے دیگری

میں نے دنیا کی سیر کی ہے، اور بے شمارحسینوں کو دیکھا ہے، لیکن آپ کا حسن وجمال نرالا ہے، ہجرت کے موقع پر جب آپ مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہاں کے لوگوں نے آپﷺ کو بدر کامل سے تشبیہ دی، اور استقبال میں یہ اشعار بھی گنگنائے:

طلع البدر علينا ☆ من ثنيات ا لوداع
وجب الشكر علينا ☆ ما دعا لله داع
أيها المبعوث فينا ☆ جئت بالأمر المطاع

ثنیات الوداع کی گھاٹی سے ہم پر چودہویں رات کا چاندنمودار ہوا ہم پر ان کا شکر بجالاناواجب ہوگیا جو اللہ کی طرف بلانے تشریف لائے ہیں، اے ہمارے درمیان اللہ کے فرستادہ رسولﷺ آپ قابلِ بندگی امرلیکر آئے ہیں.

شاعررسول حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں.

وأجمل منک لم تر قط عينا☆وأحسن منک لم تلد النساء

اور آپ سے زیادہ جمیل کسی آنکھ نے نہیں دیکھا، اور آپ سے زیادہ حسین عورتوں نے نہیں جنا.
حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں:

"کان رسول اللہ ﷺ أزهراللون وکان عرقه اللؤلؤ" ﴿مسلم﴾

رسول اللہ ﷺ کا رنگ سفید روشن تھا، اور آپ کے پسینے کی بوند موتی جیسے نظر آتی تھی.

ام سلیم رضی اللہ تعالی عنہا آپ ﷺ کے پسینے کی بوندوں کو جمع کرلیتیں اور احتیاط سے شیشی میں رکھ لیتیں، آپ ﷺ نے ان کو ایسا کرتے دیکھا تو پوچھا اس پر انہوں نے جواب دیا.

"عرقک نجعله في طيبناوهو من أطيب الطيب"﴿البخاری﴾

یہ آپ ﷺ کا پسینہ ہے، اسے ہم اپنی خوشبو میں ملالیں گے اور یہ تو سب خوشبوؤں سے بڑھ کر خوشبو ہے.
حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ چاندنی رات تھی اور آپ ﷺ سرخ جوڑا زیب تن کیئے ہوئے لیٹ رہے تھے، کبھی میں آپ ﷺ کو دیکھتا اور کبھی چاند کو.

"فإذا هو أحسن عندی من القمر" ﴿الترمذی﴾

بالآخر میں نے یہی فیصلہ کیا کہ آپ ﷺ چاند سے زیادہ خوبصورت ہیں.

﴿B﴾ کمال: صفت کمالی کی وہ کون سی خوبی نہ تھی جو آپ ﷺ میں بدرجۂ اُتم موجود نہ تھی، جود وسخا ہو یا عفو ودرگزر، شفقت ورحمت ہو یا عدل وانصاف، شجاعت وبہادری ہو یا حلم وبردباری، اور شرم وحیا ہو یا جرأت ودلیری غرضیکہ آپ ﷺ جملہ صفات کمالیہ کے پیکر تھے.

حسنِ یوسف، دمِ عیسی، یدِ بیضا داری ☆ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

آپ ﷺ کے حسنِ اخلاق کی خود اللہ تعالی نے گواہی دی ہے.

"و إنک لعلی خلق عظیم" ﴿القلم: ۴﴾ یقیناً آپ ﷺ بڑے اخلاق پر فائز ہیں.

آپ ﷺ کی دیگر صفات کمالیہ کے بارے میں آپ کی زوجہ محترمہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں:
" إنک تصل الرحم وتحمل الکل وتکسب المعدوم وتقرئ الضيف وتعين علی نوائب الحق" ﴿البخاری﴾
بیشک آپ رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرتے ہیں، مفلوک الحالوں کو سہارا دیتے ہیں، بے کسوں کا مالی تعاون فرماتے ہیں، مہمانوں کی خدمت کرتے ہیں اور مصیبت زدوں کی مدد کرتے ہیں.

اگر کسی بیوی نے کسی شوہر کی تعریف کردی تو سمجھو کہ اس سے بڑھ کر کوئی تعریف نہیں ہے، اور اس نے شوہر کی جس خوبی کی تعریف کی سمجھو کہ وہ خوبی اس کے اندر اس کمال درجے کی ہے کہ اس کو اس کے انکار کا یارا نہ رہا، کیوں کے شوہر کی ناشکری کرنا عورت کی فطرت ثانیہ ہے، اس موقع پر اللہ کے رسول ﷺ کی وہ حدیث یاد آتی ہے جس میں عورتوں کے ناقصاتِ عقل ودین ہونے کے ساتھ ساتھ شوہروں کی ناشکری کرنے کا بھی ذکر ہے، چنانچہ آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں.

" یا معشر النساء تصدقن فإني أريتکن أکثر أهل النار " فقلن وبم يا رسول الله ؟ قال: " تکثرن اللعن وتکفرن العشير ، مارأيت من ناقصات عقل ودين أذهب للب الرجل الحازم من إحداکن " قلن وما نقصان ديننا وعقلنا يارسول الله ؟ قال: " أليس شهادة المرأة مثل نصف الرجل ؟ " قلن : بلی ، قال : " فذلک من نقصان

عقلها ، أليس إذاحاضت لم تصل و لم تصم ؟ " قلن : بلى ، قال : فذلک من نقصان دينها" ﴿البخاری﴾
اے عورتوں کی جماعت صدقہ کرو! مجھے دکھلایا گیا ہے کہ جہنمیوں کی اکثریت تم عورتوں پر مشتمل ہے، تو ہم نے کہا ایسا کیوں اے اللہ کے رسول ﷺ ؟ تو آپ نے فرمایا تم کثرت سے لعن طعن کرتی ہو اور اپنے شوہروں کی ناشکری کرتی ہو، پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم جیسی ناقصاتِ عقل و دین میں نے نہیں دیکھا کہ تم میں سے ایک عقلمند سے عقلمند مرد کا دماغ کھا جاتی ہے، ہم نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ ہمارے دین و عقل کا نقصان کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے جواب دیا، کیا عورت کی گواہی مرد کی نصف گواہی کے برابر نہیں ہے؟ ہم نے کہا کیوں نہیں بلکہ ایسا ہی ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ عورتوں کے عقل کا نقصان ہے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا کیا ایسا نہیں ہے کہ جب تم حیض سے ہوتی ہو تو نماز نہیں پڑھتی اور روزہ نہیں رکھتی ہو، تو ہم نے کہا کیوں نہیں بلکہ ایسا ہی ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ عورتوں کے دین کا نقصان ہے.

خادم رسول حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں:
"میں دس سال تک آپ ﷺ کی خدمت کرتا رہا، لیکن آپ ﷺ نے مجھے کبھی یہ نہیں کہا کہ تم نے یہ کام کیوں کیا یا تم نے یہ کام کیوں نہیں کیا؟ ﴿البخاری﴾

حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ ہی فرماتے ہیں:
"کوہِ تنعیم سے اسّی افراد آپ ﷺ کے قتل کا ارادہ کر کے آئے، اور اپنے اس کام کے لئے صبح کے وقت کا انتخاب کیا، وہ آئے اور پکڑے گئے، آپ ﷺ نے سبھوں کو معاف کر دیا" ﴿مسلم﴾

حضرت جابر رضی اللہ تعالی فرماتے ہیں:
" ماسئل رسول الله ﷺ شيئاقط فقال: لا" ﴿البخاری﴾

آپ ﷺ نے کبھی بھی کسی سوال کے جواب میں "لا" یعنی نہیں سے جواب نہیں دیا.
جنگ حنین میں دشمنوں نے اس کثرت سے تیروں کی بارش کی کہ مسلمانوں کی بارہ ہزار فوج میدان کارزار سے پیچھے ہٹ گئی، لیکن آپ ﷺ تنِ تنہا میدان کارزار میں ڈٹے رہے، اور یہ الفاظ آپ ﷺ کے زبان پر جاری ہو گئے.

أنا النبی لا کذب ☆ أناابن عبد المطلب

میں نبی ہوں جھوٹا نہیں ہوں، خاندانِ عبدالمطلب کا شہسوار ہوں.

آپ ﷺ کی صفات کمالیہ کے یہ صرف چند نمونے کتاب وسنت سے پیش کئے گئے ہیں، ورنہ آپ ﷺ تو حکمت و معرفت، ذکر وفکر، فہم و تدبر، صبر و تحمل، صدق وصفا تسلیم ورضا، عجز وانکساری، اور الفت و محبت وغیرہ صفاتِ ستودہ اور خصال محمودہ کی بولتی تصویر تھے.

﴿C﴾ احسان: احسان کا لفظ حسن سے ماخوذ ہے، جس کے معنی بھلائی کرنا اور کسی کام کو اچھے طریقے سے ادا کرنا ہے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے.

"الذی أحسن کل شیئی خلقه" ﴿السجدة:۷﴾

جس نے نہایت خوب بنائی جو چیز بھی بنائی

احسان کی بے شمار صورتیں ہیں جن کا احاطہ کرنا مشکل ہے، لیکن اس کی ایک عام شکل یہ بن سکتی ہے کہ ہر وہ نیک کام جو دوسرے کو آرام پہونچائے اور اس سے اس کا دل خوش ہو وہ احسان ہے.

احسان کے اس وسیع معنے پر اللہ کے رسول ﷺ کی یہ حدیث بخوبی دلالت کرتی ہے:

"إن الله تبارک وتعالی کتب الإحسان علی کل شیئی فإذاذبحتم فأحسنوا الذبح وإذاقتلتم فأحسنوا القتلة ولیحدّ أحدکم شفرته ولیرح ذبیحته" ﴿مسلم﴾

بیشک اللہ تعالی نے ہر چیز پر احسان کرنا فرض کیا ہے تو اگر تمہیں شریعت کے مطابق کسی کو قتل کرنے کی ضرورت پڑے تو اچھی طرح قتل کرو، اور اگر کسی جانور کو ذبح کرنا ہو تو بھی اچھی طرح ذبح کرو، اپنی چھری کو اچھی طرح تیز کرلو اور ذبیحہ کو آرام پہونچاؤ!

ایک مرتبہ ایک دیہاتی آپ کی خدمت میں آیا، اور زور سے آپ کی چادر کو کھینچ دیا، جس سے آپکی گردن پر نشان پڑ گیا، پھر وہ دیہاتی بولا اے محمد ﷺ! میں یہ دو اونٹ لایا ہوں، دونوں کی لاد کا سامان دیدو، کیوں کہ جو مال تیرے پاس ہے، نہ تمہارا ہے اور نہ تمہارے باپ کا، آپ ﷺ تھوڑی دیر خاموش رہے اور فرمایا، مال تو اللہ تعالی کا ہے اور میں اس کا بندہ ہوں پھر آپ نے اس سے پوچھا جو حرکت تم نے ابھی میرے ساتھ کی ہے، کیا تم اس سے ڈرتے نہیں، دیہاتی بولا نہیں، آپ ﷺ نے پوچھا کیوں؟ دیہاتی نے کہا مجھے معلوم ہے تم برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے، اس پر اللہ کے رسول ﷺ ہنس دیئے، اور حکم دیا کہ ایک اونٹ کے بوجھ کے جو اور دوسرے اونٹ کے بوجھ کی کھجوریں دی جائیں. ﴿البخاری ومسلم﴾

ایک شخص گرفتار کرکے آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا اور کہا گیا کہ یہ شخص آپ کے قتل کا ارادہ رکھتا ہے، آپ نے اسے تسلی دی اور فرمایا تم اس الزام سے نہ ڈرو! اور جان لو کہ اگر تمہارا ارادہ میرے قتل کا ہے تو تم مجھے قتل نہ کرسکوگے . ﴿مسند احمد﴾

نجاشی کا وفد آپ ﷺ کی خدمت میں آیا تو آپ ﷺ نے بنفس نفیس ان کے آرام وآسائش کا اہتمام کیا، صحابہ نے عرض کیا اللہ کے رسول ﷺ ہم ان کی خدمت کے لئے حاضر ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"إنهم کانوا لأصحابنا مکرمین وإنی أحب أن أکافیهم" ﴿البیهقی﴾

ان لوگوں نے ہمارے ساتھیوں کی اپنے ملک میں بڑی عزت کی تھی، اور میں چاہتا ہوں کہ میں خود ہی ان کی ضرورت پوری کرکے ان کا بدلہ چکاؤں، سچ ہے

"و أحسن کماأحسن الله إلیک" ﴿القصص:۷۷﴾

"اور جیسا کہ اللہ تعالی نے تیرے ساتھ احسان کیا ہے تو بھی احسان کر"

غرضیکہ عقلی محبت کے تینوں بنیادی اسباب جمال، کمال اور احسان کی کوئی ایسی شکل نہیں ہوسکتی جو آپ ﷺ کے اندر بدرجۂ اتم موجود نہ تھی.

پند ونصیحت کے امام شیخ سعدیؒ نے آپ ﷺ کی ان صفات کو اپنے ان چند الفاظ میں یوں بند کیا ہے.

بلغ العلی بکماله ☆ کشف الدجیٰ بجماله

حسنت جمیع خصاله ☆ صلوا علیه وآله

آپ اپنی صفت کمالی سے بلندیوں کو پہونچ گئے، اپنے حسن وجمال سے تاریکیوں کو دور کردیا اور آپ کی تمام خوبیاں پاکیزہ تھیں، لہذا! آپ پر اور آپ کی آل واولاد پر درود وسلام ہو!

اور شاعر توحید مولانا حالیؒ فرماتے ہیں:

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا ☆ مرادیں غریبوں کی برلانے والا وہ مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا ☆ وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا

فقیروں کا ملجا ضعیفوں کا ماوی

یتیموں کا والی غلاموں کا مولی

خطا کار سے درگزر کرنے والا ☆ بداندیش کے دل میں گھر کرنے والا

مفاسد کا زیرو زبر کرنے والا ☆ قبائل کو شیر و شکر کرنے والا اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اوراک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا

﴿3﴾ شرعی محبت: شرعی محبت یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت دنیا کی تمام شخصیتوں اور چیزوں سے زیادہ ہو، اور اس راہ میں ایک محبّ ہر طرح کی جانی اور مالی قربانی دینے کے لیئے ہمہ وقت تیار رہے، اور اس قربانی کو اپنے لیئے انتہائی کمال اور شرف سمجھے، اس حقیقت کو ذیل کی آیت قرآنی اور حدیث رسول میں اس طرح واضح کیا گیا ہے:

" قل إن كان أباؤكم وأبناؤكم وإخوانكم وأزواجكم وعشيرتكم وأموالا اقترفتموهاوتجارة تخشون كسادهاومساكن ترضونها أحب إليكم من الله ورسوله وجهاد فى سبيله فتربصوا حتى يأ تى الله بأمره والله لايهدى القوم الفاسقين " ﴿التوبة: ٢٤﴾

آپ ﴿ﷺ﴾ کہہ دیجئے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے لڑکے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے کنبے قبیلے اور تمہارے کمائے ہوئے مال اور وہ تجارت جسکی کمی سے تم ڈرتے ہو اور وہ حویلیاں جنہیں تم پسند کرتے ہو، اگر یہ تمہیں اللہ تعالی سے اور اس کے رسول ﷺ سے اور اس کی راہ میں جہاد سے بھی زیادہ عزیز ہیں تو تم انتظار کرو کہ اللہ تعالی اپنا عذاب لے آئے، اور اللہ تعالی فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا.

اور اللہ کے رسول ارشاد فرماتے ہیں:

"لايؤمن أحدكم حتّى أكون أحبّ إليه من والده وولده والناس أجمعين"﴿البخارى ومسلم﴾

کوئی شخص تم میں سے اس وقت تک کامل مومن نہیں بن سکتا جب تک اسے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ماں باپ، اولاد اور تمام لوگوں سے بڑھ کر محبت نہ ہو جائے.

انسانی فطرت کا بغور مطالعہ کیجئے تو معلوم ہوگا کہ مذکورہ آیت اور روایت میں جن شخصوں اور چیزوں کی محبت کا ذکر کیا گیا ہے ان کی محبت کا دلوں میں جاگزیں ہونا ایک فطری امر ہے، اسی لئے فطرت انسانی کے خلاق نے انسانی فطرت سے مذکورہ شخصوں اور چیزوں کی محبت کی نہی یا نفی نہیں کی ہے، بلکہ مطالبہ صرف یہ ہے کہ ان شخصوں اور چیزوں کی محبت پر اللہ اور اس کے رسول کی محبت کو غالب کرو اور اس راہ کی ہر قربانی کو دل وجان سے عزیز جانو.

اللہ اور اس کے رسول کے اس مطالبے پر قرنِ اول کے مسلمانوں نے کس مثالی محبت کا ثبوت دیا اس کا ایک ہلکا عکس ذیل کی چند مثالوں سے بخوبی واضح ہوتا ہے.

حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ آپ ﷺ کے ساتھ تشریف لے جا رہے تھے اور ان کا ہاتھ آپ ﷺ کے ہاتھ میں تھا ﴿یہ الفت ومحبت کی ایک ظاہری علامت ہوتی ہے﴾ وہ کہنے لگے اے اللہ کے رسول ﷺ آپ میری جان کے سوا ہر چیز سے عزیز ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا اے عمر! تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ مجھے اپنی جان سے زیادہ محبوب نہ بنالے، اس پر حضرت عمر نے فرمایا اب آپ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا اے عمر اب تم کامل مومن ہو گئے. ﴿البخاری﴾

جنگ احد کے موقع پر ایک صحابیہ خاتون اپنے قرابت داروں کے احوال معلوم کرنے کے لئے میدان کارزار کی طرف نکلیں کسی نے بتایا تیرے شوہر، بھائی اور بیٹے سب شہید ہو گئے،

یہ خبر سن کر اس نے پوچھا اللہ کے رسول کیسے ہیں؟ لوگوں نے بتایا وہ زندہ بسلامت ہیں، اس نے کہا نہیں مجھے دکھادو، آپ ﷺ کو دیکھتے ہی وہ اپنے دل کی گہرائیوں سے بول اٹھی:

" كل مصيبة بعدك جلل" ﴿الزرقانی﴾

جب آپ زندہ بسلامت ہیں تو ہر مصیبت کا جھیلنا آسان ہے.

قریش مکہ زید بن دسنہ رضی اللہ تعالی عنہ کو سولی دینے چلے، ابوسفیان نے کہا خدا کی قسم تم چاہتے ہو تمہاری جگہ محمد ﷺ کو پھانسی

دیدی جائے اور تم گھر میں آرام سے بیٹھے رہو، زید نے کہا خدا کی قسم میں تو یہ بھی نہیں چاہتا کہ میری رہائی کے بدلے محمد ﷺ کے پاؤں میں کوئی کانٹا بھی چبھے.

علاماتِ محبت

ایک مُحِب اپنے محبوب سے کس قدر الفت ومحبت رکھتا ہے اس کا اظہار اس کے حرکات وسکنات سے ہونے لگتا ہے اور اس کی علامات اس کے افعال واعمال سے ظاہر ہونے لگتی ہیں، ذیل میں بعض علامات محبت کا ذکر کیا جاتا ہے تاکہ اس کی روشنی میں ہم اپنی محبت رسول ﷺ کا جائزہ لے سکیں.

﴿1﴾ ادب واحترام: محبت ایک مُحِب کو سب سے پہلے اپنے محبوب کی قدر ومنزلت اور ادب واحترام سکھلاتی ہے، کیوں کہ ادب واحترام محبت کا پہلا قرینہ ہے:

خموش اے دل! بھری محفل میں چلانا نہیں اچھا
ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں

نبی ﷺ کیساتھ صحابۂ کرام کے ادب واحترام کا حال یہ تھا کہ کوئی صحابی آپ ﷺ کے سامنے ایسی اونچی آواز سے بات نہیں کرتا جو آپ کی آواز سے بلند ہو اس ادب واحترام کی تعلیم انہیں خود اللہ تعالی نے دی تھی.

'یاأیهاالذین اٰمنوا لاترفعوا أصواتکم فوق صوت النبی ولاتجهروا له بالقول کجهر بعضکم لبعض أن تحبط اعمالکم وأنتم لاتشعرون' ﴿الحجرات: ۲﴾

اے ایمان والو! اپنی آواز نبی کی آواز سے اونچی نہ کرو اور نہ ان سے اونچی آواز سے بات کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے سے بات کرتے ہو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال اکارت جائیں اور تمہیں اس کی خبر بھی نہ ہو.

اب آپ ﷺ کے اس دنیا سے جانے کے بعد آپ کے کلام اور آپ کے فرمودات کے مجموعے موجود ہیں، آپ کی کسی حدیث پر اپنی رائے کو فوقیت دینا، قیل قال کرنا اور اس کی تاویل کرنا آپ کی بے ادبی اور آپکی بے حرمتی ہوگی.

﴿2﴾ ذکرِ خیر: محبت کی علامتوں میں سے ایک علامت یہ ہے کہ محبّ اپنے محبوب کو کثرت سے یاد کرتا ہے، مروی ہے:

" من أحب شیئا أکثر ذکره" ﴿الزرقانی﴾

جس کو جو چیز پیاری ہوتی ہے وہ اس کا کثرت سے ذکر کرتا ہے.

لہذا اگر ہمیں آپ ﷺ سے محبت ہے تو ہمیں آپ ﷺ کا کثرت سے ذکر کرنا چاہئے.

﴿3﴾ محبوب کی آل واولاد سے محبت: محبّ فطری طور پر اپنے محبوب کی آل واولاد اور خویش واقارب سے محبت کرنے لگتا ہے، کیوں کہ سچا محبّ وہی ہے جو اپنے محبوب کی ہر محبوب چیز کو پسند کرے، لہذا محبت رسول کا تقاضا ہے کہ آپ کی آل واولاد سے محبت کی جائے، چنانچہ امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد ہے:

" اللهم إنی أحبه فأحبه وأحب من یحبه " ﴿البخاری ومسلم﴾

اے اللہ میں اس سے محبت رکھتا ہوں تو تو بھی اس سے محبوب رکھ اور میں ہر اس شخص سے محبت رکھتا ہوں جو کوئی اس سے محبت رکھتا ہے.

" أذکرکم الله فی أهل بیتی ، أذکرکم الله فی أهل بیتی "﴿مسلم﴾

اپنے اہل وعیال کے بارے میں اللہ کے واسطے تمہیں نصیحت کرتا ہوں. اپنے اہل وعیال کے بارے میں اللہ کے واسطے تمہیں

نصیحت کرتا ہوں.

﴿4﴾محبوب کے احباب و متعلقین سے محبت : ایک محبّ اپنے محبوب کے احباب و متعلقین سے بھی محبت کرنے لگتا ہے، اس لئے ہمیں بھی آپ ﷺ کے احباب وانصار سے محبت رکھنی چاہئے ،اللہ کے رسول ﷺ ارشاد فرماتے ہیں :

”أکرموا أصحابی فإنهم خیارکم ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم“ ﴿النسائی﴾

میرے اصحاب واحباب کی تعظیم وتوقیر کرو اس لئے کہ وہ تم میں بہتر ہیں اور پھر جو ان کے بعد آئیں گے اور پھر جو ان کے بعد آئیں گے.

”الأنصار لا یحبهم إلا مؤمن ولا یبغضهم إلامنافق فمن أحبهم أحبه الله ومن أبغضهم أبغضهم الله“ ﴿البخاری ومسلم﴾

انصار سے مومن ہی محبت رکھتے ہیں اور ان سے منافق ہی بغض رکھتے ہیں تو جس نے ان سے محبت رکھی اللہ اسے محبوب رکھے ، اور جس نے ان سے بغض رکھا وہ اللہ کے نزدیک مبغوض ہے .

اسی نصیحت اور محبت رسول کا اثر تھا کی جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ اپنے دور خلافت میں لوگوں کے روزینے مقرر کرنے لگے تو محبوب رسول حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالی عنہ کا تین ہزار پانچ سو درہم اور اپنے بیٹے عبداللہ کا صرف تین ہزار درہم مقرر کیا ، بیٹے نے باپ سے عرض کیا آخر اسامہ کو مجھ پر کون سی فضیلت حاصل ہے؟ اس پر عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا اسکے باپ تیرے باپ سے اور وہ خود تجھ سے اللہ کے رسول کو زیادہ محبوب تھے ، اس لئے میں نے اپنے محبوب کو محبوب خدا کے محبوب پر ترجیح دی ہے . ﴿رحمة للعالمین. ج ۲﴾

﴿5﴾محبوب کی اطاعت : محبت کی سب سے اہم اور بنیادی علامت محبوب کی اطاعت وفرمابرداری اور اس کے قول وقرار کا پاس ہے ،لہذا محبت رسول کی اصل علامت اتباع رسول ہوئی جو ہر مومن بندے پر فرض ہے ، اس کی اہمیت کے پیش نظر ”محبت رسول کا معیار“ کے عنوان سے آئندہ سطور میں الگ سے روشنی ڈالی جاتی ہے .

محبت رسول کا معیار

محبت اتباع واطاعت کا دوسرا نام ہے ، اگر کوئی شخص کسی کی محبت کا دم بھرے اور اس کی باتوں کا لحاظ و خیال نہ کرے، اس کی خواہشوں اور تمناؤوں کو پوری نہ کرے تو وہ اپنی محبت میں جھوٹا ہے ، کیوں کہ دنیائے محبت میں ہر محبّ اپنے محبوب کی ہر آواز پر لبیک اور اس کی ہر طلب پر جان و مال کی قربانی دینے کے لئے ہمہ وقت تیار رہتا ہے .

علی بن محمد بن أبی العز الحنفیؒ اپنی کتاب ”**شرح العقیدة الطحاویة**“ میں لکھتے ہیں:

”إن المحب یحب مایحب محبوبه“

یقیناً محبّ اپنے محبوب کی محبوب چیزوں کو محبوب رکھتا ہے .

اور امام شافعیؒ فرماتے ہیں :

تعصی الرسول وأنت تظهر حبه☆ هذالعمری فی الزمان بدیع
لوکا حبک صادقا لأطعته ☆ إن المحب لمن یحب مطیع

رسول کی نافرمانی کرتے ہو پھر بھی ان کی محبت کا دم بھرتے ہو، میری زندگی کی قسم یہ زمانے میں عجیب وغریب بات ہے، اگر تیری

محبت سچی ہوتی تو تم ان کی اطاعت کرتے اس لئے کہ محبّ اپنے محبوب کا فرمابردار ہوتا ہے.
اللہ تعالی نے خود ہی محبت رسول کا معیار اتباع رسول ہی قرار دیا ہے:

" قل إن كنتم تحبون الله فاتبعونى يحببكم الله ويغفر لكم ذنوبكم والله غفور رحيم"﴿ آل عمران: ۳۱﴾

اے نبی ﴿ﷺ﴾ کہہ دیجئے! اگر تم اللہ تعالی سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، خود اللہ تعالی تم سے محبت کریگا اور تمہارے گناہ معاف فرما دیگا اور اللہ تعالی بڑا بخشنے والا مہربان ہے.
صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم نے محبت کا یہی معنیٰ سمجھا اور اس پر بھرپور عمل کیا، وہ بخوبی جانتے تھے کہ صرف ایمائے لفظی سے محبت کا حق ادا نہیں ہوتا بلکہ محبت کا منشا محبوب کی تعظیم وتکریم ہے اور تعظیم وتکریم کا منشا اتباع واطاعت ہے.
صلح حدیبیہ کے موقع پر مکہ والوں نے اپنا سفیر عروہ بن مسعود ثقفی کو بنا کر آپ ﷺ کی خدمت میں بھیجا، اسے تاکید کی گئی کہ محمد ﷺ کے ماننے والوں کے حالات وکوائف کا بغور مطالعہ کرنا اور پھر آ کر بتانا، سفیر مکہ نے اپنی حکومت کے حکم کی تعمیل کی اور واپسی پر اپنا چشم دید بیان ان الفاظ میں دیا:

" والله لقد وفدت على الملوك ووفدت على قيصر وكسرى والنجاشى ، والله أن رأيت ملكا يعظمه أصحابه مايعظم أصحاب محمد محمدا ، والله أن تنخم نخامة إلا وقعت فى كف رجل منهم فدلك بها وجهه وجلده ، وإذا أمرهم ابتدروا أمره وإذا توضأكادوا يقتتلون على وضوئه وإذا تكلم خفضوا أصواتهم عنده ويحدون إليه النظر تعظيما له" ﴿البخارى﴾

خدا کی قسم میں نے بادشاہوں کا دربار دیکھا، قیصر وکسری اور نجاشی کا دربار دیکھا، خدا کی قسم میں نے کسی کو کسی بادشاہ کی تعظیم کرتے ہوئے اس طرح نہیں دیکھا جس طرح اصحابِ محمد محمد ﷺ کی تعظیم کرتے ہیں، خدا کی قسم ان کے اصحاب ان کے لعاب دہن کو زمین پر نہیں گرنے دیتے وہ کسی نہ کسی کے ہاتھ میں روک لیا جاتا ہے جسے وہ اپنے منہ اور جلد پر مل لیتے ہیں، وہ حکم کرتے ہیں تو سب تعمیل کے لئے دوڑ پڑتے ہیں، وہ وضو کرتے ہیں تو ان کے اصحاب وضو کے پانی پر یوں گرتے ہیں گویا لڑ پڑیں گے اور جب وہ بات کرتے ہیں تو سب خاموش ہوجاتے ہیں، ان کی تعظیم کا یہ حال ہے کہ ان کی جانب نظر تک اٹھا کر نہیں دیکھتے.

نبی ﷺ کے لئے صحابۂ کرام کی اس تعظیم وتکریم، اتباع واطاعت اور جانثاری کا بیان کرنے والا ایک کافر دشمن اسلام ہے، جو دشمنانِ اسلام کے سامنے بیان کر رہا ہے، یقیناً صحابہ کی محبت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس سے بڑھ چڑھ کر تھی، کیوں کہ دشمن اپنے کسی دشمن کی حقیقت کا اعتراف کر بھی لے تو کوئی نہ کوئی گوشہ اس کی نظر سے اوجھل رہ جاتا ہے، اس لئے کہ ایک دشمن دشمن کی حقیقت کو دشمنی کی آنکھ سے دیکھتا ہے جس میں دشمن کی پوری حقیقت سما نہیں سکتی، یہی انسانی فطرت ہے، اسے کسی کو انکار نہیں ہوسکتا.

بہرصورت! محبت رسول کا مطلب اتباع رسول ہے لہذا جب کوئی صحیح حکم آپ ﷺ کے ارشادات سے ہمیں مل جائے تو اس کو قبول کرنا ضروری ہے، اس کی تعمیل میں تامل کرنا، اسکی قبولیت میں قیل وقال کرنا اور اس کی تاویل کر کے اپنی رائے کو مقدم کرنا ھمارے ایمان کے لئے زبردست خطرہ ہے.

ہوتے ہوئے مصطفٰی کی گفتار ☆ مت دیکھ کسی کا قول وکردار

وفاتِ رسول کے بعد محبتِ رسول کا معیار

آپ ﷺ کے وصال کے بعد آپ ﷺ سے ڈائرکٹ استفادے اور اختلاف کی شکل میں آپ کی طرف رجوع کرنے کا سلسلہ کٹ گیا، لیکن آپ ﷺ کے کلام اور فرمودات کا ذخیرہ موجود ہے، لہذا اب قرآن مجید کے بعد وہی ہمارے استفادے اور رجوع کا ذریعہ رہ گیا ہے، اگر کوئی مسئلہ درپیش ہو یا کسی مسئلے میں اختلاف ہوجائے تو قرآن کے بعد اسی کو فیصل مانا جائے، آپ کے صحبت یافتہ ساتھیوں کا یہی طریقہ تھا، چنانچہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد بعض صحابۂ کرام آپ ﷺ کی وفات کے سلسلے میں متردد ہوئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ مسجد نبوی میں تشریف لائے اور صحابہ سے خطاب فرمایا:

"ألا من كان يعبد محمدا فإن محمدا ﷺ قد مات، ومن كان يعبد الله فإن الله حيّ لايموت، وقال: " إنک میت وإنهم ميتون " ﴿الزمر:۳۰﴾ وقال:" وما محمد إلا رسول قد خلت من قبله الرسل أفإن مات أو قتل إنقلبتم على أعقابكم، ومن ينقلب على عقبيه فلن يضر الله شئيا، وسيجزى الله الشاكرين "
﴿ال عمران : ۱۴۴﴾ ﴿البخاری﴾

سن لو! جو محمد ﷺ کی پرستش کرتا تھا تو وہ دنیا سے کوچ کر چلے، اور جو اللہ تعالی کی پرستش کرتا تھا تو اللہ تعالی زندہ ہے اور اسے کبھی موت نہیں ائیگی، پھر ابوبکرؓ نے سورۂ زمر کی یہ آیت پڑھی "یقیناً آپ ﷺ کو بھی موت آئیگی اور یہ سب بھی مرنے والے ہیں" اور پھر سورۂ آل عمران کی یہ آیت تلاوت کی "اور حضرت محمد ﷺ صرف رسول ہی ہیں، ان سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے ہیں، کیا اگر ان کا انتقال ہوجائے یا شہید ہوجائیں تو تم اسلام سے ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے؟ اور جو کوئی اسلام سے اپنی ایڑیوں کے بل پھر جائے وہ ہرگز اللہ تعالی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا، اور عقریب اللہ تعالی شکر گزار بندوں کو اچھا بدلہ دیگا"

جو صحابہؓ آپ ﷺ کی وفات کے سلسلے میں متردد تھے، وفات کے سلسلے میں آیات قرآنی کو حضرت ابوبکر کی زبانی سن کر مطمئن ہوگئے.

آپ ﷺ کی وفات کے فوراً بعد آپ ﷺ کی جانشینی کا مسئلہ اٹھ کھڑا ہوا، انصارؓ نے چاہا کہ اپنے میں سے خلیفہ چن لیں، یہ خبر دیگر اکابر صحابہؓ تک پہونچی تو وہ مجلس انتخاب میں تشریف لے گئے، ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ نے آگے بڑھ کر اللہ کے رسول ﷺ کی یہ حدیث پڑھی:

" ا لأئمة من قريش" ﴿البخاری﴾
خلفائے رسول ﷺ قبیلۂ قریش سے ہونگے .

یہ حدیث رسول سنتے ہی انصارؓ اپنے خیالات سے باز آگئے اور بالاتفاق قبیلۂ قریش سے خلیفۃ الرسول کا انتخاب ابوبکرؓ کی صورت میں عمل میں آیا.

آپ ﷺ کی وفات کے بعد آپ کی تدفین کے سلسلے میں اختلاف ہوا کہ آپ کو کہاں دفن کیا جائے؟ کسی نے کہا مکہ مکرمہ آپ کی جائے پیدائش ہے اس لئے آپ کو وہیں دفن کیا جائے کسی نے کہا بیت المقدس مدفن الانبیاء ہے اس لیئے آپ کو وہاں لے جا کر دفن کیا جائے، کسی نے رائے دی جنت البقیع میں آپ کے اکثر و بیشتر اصحاب مدفون ہیں اس لئے آپ کو وہیں دفن کیا جائے، اور کسی نے آپ کے منبر اور جائے امامت میں دفن کئے جانے کی رائے دی، لیکن جب مائی عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نے آپ ﷺ کی یہ حدیث پڑھ کر سنایا تو سارا اختلاف دور ہوگیا.

" مامات نبي إلا دفن حيث يقبض "﴿طبقات ابن سعد ج ۴﴾
جس نبی کی جہاں وفات ہوتی ہے وہ وہیں دفن کیا جاتا ہے.

حضرت علیؓ کے عہد خلافت میں ان کے سامنے ایک مرتد کو پیش کیا گیا تو انہوں نے اسے آگ میں جلا دینے کا حکم دیا لیکن جب عبداللہ بن عباسؓ نے اللہ کے رسول کی یہ حدیث "من بدل دينه فاقتلوه" پڑھ کر سنائی تو حضرت علیؓ نے فرمایا" صدق ابن عباسؓ " ﴿الترمذی﴾

عبداللہ بن عمرؓ نے جب شامیوں کو حج تمتع کا فتوی دیا تو ان لوگوں نے کہا کہ آپ کے والد عمر بن الخطابؓ تو حج تمتع سے منع کرتے

تھے اور آپ ان کے خلاف فتوے دیرہے ہیں، اس پر عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا.

"أمر أبی یتبع أم أمر النبی ﷺ" ﴿الترمذی﴾

میرے باپ کے حکم کی اتباع کی جائیگی یا نبی ﷺ کا حکم چلیگا.

مذکورہ واقعات سے واضح ہوتا ہے کہ صحابۂ کرام اجتماعی اور انفرادی دونوں صورتوں میں آپکی وفات کے بعد بھی آپکے قول وفعل کو اپنے قول وفعل پر مقدم جانتے تھے اور اسی کو اپنی شاہراہِ زندگی کے لئے فیصل مانتے تھے، لہذا ہمیں بھی صحابہؓ کی طرح اللہ کے رسول ﷺ کے قول وفعل کو اپنے قول وفعل پر مقدم جانتے ہوئے اسی کو اپنی شاہرہِ زندگی کیلیئے لئے فیصل ماننا چاہیئے.

محبتِ رسول میں غلو

محبت وعقیدت کی تاریخ بتاتی ہے کہ ہمیشہ بڑی شخصیتوں کی محبت میں غلو اور ان کی بیجا عقیدت نے بدعات وخرافات اور کفر وشرک کے لئے راہ ہموار کیہے، نوح علیہ السلام کی بعثت کے پہلے شرک وکفر نے اسی راہ سے دلوں میں جگہ پائی، وہ چند بزرگ ہستیاں ہی تھیں جن کی پہلے مجسم تصویریں بناکر گھروں اور دکانوں میں لٹکائی گئیں، پھر آہستہ آہستہ دلوں میں ان کی عظمت بیٹھتی گئی اور ان کی پوجا ہونے لگی، قرآن مجید نے شرک کی اس تاریخی حقیقت کا انکشاف کیا ہے:

" وقالوا لا تذرن آلهتكم ولاتذرن ودا ولاسواعا ولا يغوث ويعوق ونسرا" ﴿نوح:۲۳﴾

اورانہوں نے کہا کہ ہرگز اپنے معبودوں کو نہ چھوڑو، اور نہ وداور سواع اور یغوث اور یعوق اور نسر کو چھوڑو.

ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر یہ نوح علیہ السلام کی قوم کے پانچ برگزیدہ افراد ہی تھے جن کی عقیدت ومحبت میں ان کے عقیدت مندوں نے شیطان کے ورغلانے پر ان کی تصویریں بناکر اپنے گھروں اور دکانوں میں سجا لیا تاکہ ان کی یاد تازہ رہے، اوران کے تصور سے خود ان ہی کی طرح نیکیاں کرتے رہیں، پھر آہستہ آہستہ ان کی پرستش ہونے لگی، پھر ان کی اتنی شہرت ہوئی کہ عرب میں بھی ان کی پرستش ہونے لگی، چنانچہ ودقبیلۂ کلب کا مقام دومۃ الجندل میں سواع قبیلۂ ہذیل کا ساحل بحر کے قریب، یغوث بنوغطیف کا مقام جرف میں، یعوق قبیلۂ ہمدان کا اور نسر قبیلۂ حمیر کا معبود ٹھہرا.

اس کے علاوہ عرب فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں، یہود عزیر علیہ السلام اور نصاری عیسی علیہ السلام کو خدا کا بیٹا بنا کر پوجتے تھے.

" فاستفتهم ألربک البنات ولهم البنون ، أم خلقناالملائكة إناثاوهم شاهدون☆ ألا إنهم من إفكهم ليقولون☆ولد الله وإنهم لكاذبون، اصطفى البنات على البنين مالكم كيف تحكمون،أفلاتذكرون" ﴿الصافات: ۱۴۹..۱۵۵﴾

ان سے دریافت کیجئے کہ آپ کے رب کی تو بیٹیاں ہیں اور ان کے بیٹے ہیں، یا یہ اسوقت موجود تھے جب کہ ہم نے فرشتوں کو مونث پیدا کیا، آگاہ رہو یہ لوگ صرف اپنی افترا پردازی سے کہہ رہے ہیں کہ اللہ تعالی کی اولاد ہے، یقیناً یہ محض جھوٹے ہیں، کیا اللہ تعالی نے اپنے لئے بیٹیوں کو بیٹوں پر ترجیح دی ہے، تمہیں کیا ہوگیا ہے کیسے حکم لگاتے پھرتے ہو؟ کیا تم اس قدر بھی نہیں سمجھتے؟

"وقالت اليهود عزير ابن الله وقالت النصارى المسيح ابن الله ذلک قولهم بأفواههم يضاهؤن قول الذين كفروا من قبل قاتلهم الله أنى يؤفكون" ﴿التوبة : ۳۰﴾

یہود کہتے ہیں عزیر اللہ کا بیٹا ہے، اور نصاری کہتے ہیں مسیح اللہ کا بیٹا ہے، یہ قول صرف ان کے منہ کی بات ہے، اگلے کافروں کی بات کی یہ بھی نقل کرنے لگے، اللہ تعالی انہیں غارت کرے، وہ کیسے پلٹائے جاتے ہیں.

" عن عائشة رضى الله تعالى عنها أن أم سلمة رضى الله تعالى عنها ذكرت لرسول الله ﷺ كنيسة

رأتهابأرض الحبشة ومافيها من الصور ، فقال: أولئک إذا مات فيهم الرجل الصالح أو العبد الصالح بنوا علی قبره مسجدا وصوروا فيه تلک الصور أولئک شرار الخلق عند الله " ﴿البخاری﴾

عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا نے اللہ کے رسول ﷺ سے ایک گرجا گھر کا ذکر کیا جسے انہوں نے سرزمینِ حبشہ میں دیکھا تھا جس کے اندر بہت ساری تصویریں تھیں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا " یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان میں سے کوئی نیک مرد یا نیک بندہ مرجاتا ہے تو یہ اس کی قبر پر مسجد اور اس کی تصویر بناڈالتے یہ وہی تصویریں ہیں جنہیں تم نے گرجا گھر میں دیکھا ہے، یہ لوگ اللہ تعالی کے نزدیک بدترین مخلوق ہیں.

شرک وکفر کی یہ قدیم وجدید تاریخ اوراس کا پس منظر وحی الہٰی کے ذریعے آپ کے دل پر القاہوااورآپ نے اپنی بیجا عقیدت اور اپنی محبت میں غلو سے اپنی امت کو روکا تاکہ گزشتہ قوموں کی طرح یہ بھی شرک وکفر کا شکار نہ ہوجائے.
چنانچہ حضرت معاذ رضی اللہ تعالی عنہ اپنے یمن کے سفر سے واپسی کے بعد آپ ﷺ سے عرض کرتے ہیں کہ اے اللہ کے رسول ﷺ یمن میں نصاری اپنے پادریوں کا ہاتھ پاؤں چومتے ہیں اور ان کو سجدہ کرتے ہیں ،آپ تو اللہ کے نبی ہیں اور اس امر کے بدرجہ اُولی حقدار ہیں ،اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"لو كنت آمر أحدا أن يسجد لأحد لأمرت المرأة أن يسجد لزوجها ﴿الترمذی﴾
اگر میں کسی کو کسی کے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو یہ حکم دیتا کہ بیوی اپنے شوہر کو سجدہ کرے.
اسی بے جا عقیدت اور محبت میں غلو نے یہود ونصاری کو شرک میں مبتلا کیا ،جن پر اللہ کے رسول نے لعنت بھیجی ہے:

" لعنة الله علی اليهود والنصاری الذين اتخذوا قبور أنبيائهم مساجد" ﴿البخاری ومسلم﴾
یہود ونصاری پر اللہ کی لعنت ہو جنہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں پر عبادگاہیں بناڈالیں.
اوران کے اس فعل شنیع سے آپ ﷺ نے اپنی امت کو روکا.

" لا تطرونی كما أطرت النصاری عيسی ابن مريم إنما أنا عبد فقولوا عبد الله ورسوله " ﴿البخاری ومسلم﴾
مجھے حد سے آگے نہ بڑھاؤ جیسا کہ نصاریٰ نے عیسی بن مریم کو بڑھایا، میں صرف بندہ ہوں تو مجھے بندہ اور اللہ کا رسول ہی کہو!
بلکہ آپ ﷺ نے رب العالمین سے دعا کی کہ آپ کی قبر کو اس فعل شنیع سے محفوظ رکھا جائے.

" اللهم لاتجعل قبری وثنا يعبد اشتدغضب الله علی قوم اتخذوا قبور أنبيائهم مساجد" ﴿مؤطا﴾
اے اللہ میری قبر کو جائے عبادت نہ بنانا ، اللہ کا غضب ایسی قوم پر سخت ہوگیا جنہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو عبادت گاہیں بناڈالیں.
رسول اللہ ﷺ کی یہ دعا قبول ہوئی اور آپکی قبر عبادت گاہ بننے سے محفوظ رہی ، چنانچہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں.

" ولو لا ذلک لأبرزقبره ولكن كره أن يتخذ مسجدا" ﴿البخاری﴾
اگر آپ ﷺ کی قبر کو عبادت گاہ بنائے جانے کا خدشہ نہ ہوتا تو اس کو اونچی کی جاتی لیکن آپ نے اس پر مسجد بنانے کو ناپسند فرمایا.
ولید بن عبدالملک کے دور میں آپ ﷺ کی قبر کو کوہان نما بنا کر اس کے اردگرد اونچی دیوار کھڑی کردی گئی اور اسے کمرہ نما بنادیا گیا

تاکہ کوئی اسے قبلہ بنا کر نماز نہ پڑھنے لگے اور اوپر سے نذرانے کی رقم نہ پھینکنے لگے.
﴿فتاوی ابن تیمیه ج/۲۸ ص ۳۲۶﴾

یہودیوں نے آپ ﷺ کی قبر کھود کر آپ کی لاش کو مدینہ منورہ سے غائب کرنی چاہی تو من جانب اللہ نور الدین زنگی بادشاہ کو خواب کے ذریعے اس یہودی مکر سے آگاہ کیا گیا اور انہوں نے ان کی شرانگیزی سے بچنے کے لئے قبر نبوی کے ارد گرد شیشہ پلائی دیوار کھڑی کر دی.

اب اس کے بعد کوئی شخص آپ کی قبر تک نہ پہونچ سکتا ہے اور نہ اسے عبادت گاہ بنائی جاسکتی ہے اور نہ اس کے آگے نماز پڑھی جاسکتی ہے اور نہ وہاں کوئی دوسرا عمل شنیع کیا جاسکتا ہے جیسا کہ دوسری قبروں پر کیا جاتا ہے، لیکن وائے افسوس کہ اس کے باوجود آپ کی امت کے کچھ نادان لوگ آپ کی جھوٹی محبت وعقیدت میں مبتلا آپ کے کمرے کے سامنے طرح طرح کی ممنوعہ حرکتیں کرتے ہیں جو نہ آپ کے کمرے کے اندر ہے اور نہ آپ کی قبر کے اوپر ہے، اس طرح آپ ﷺ کی دعا قبول ہوئی اور آپ کی قبر ہر طرح کے کفر وشرک سے محفوظ ہے. یہ تو آپ ﷺ کی قبر کا معاملہ ہوا لیکن دنیا کی دوسری قبروں پر آپ کی امت کی ایک بڑی تعداد مجاور بن کر بیٹھی ہے جہاں سے شرک وکفر کی بڑے پیمانے پر ترویج واشاعت ہو رہی ہے، سچ ہے:
" لا تقوم الساعة حتى يلحق من أمتي بالمشركين وحتى تعبد فئام من أمتي الأوثان" ﴿البرقانی فی صحيحه﴾
قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ میری امت کے کچھ لوگ مشرکین سے جا ملیں گے، اور میری امت کی کچھ جماعتیں بتوں کی پرستش کرنے لگیں گی.

حاصل یہ کہ نبیوں، ولیوں اور بڑی شخصیتوں کی بیجا عقیدت اور ان کی محبت میں غلو کا نتیجہ ہمیشہ کفر وشرک کی شکل میں نمودار ہوا ہے، اس لئے ہمیں آپ ﷺ کی محبت وعقیدت میں غلو سے کام نہیں لینا چاہئے.
" إياكم والغلو فإنما أهلك من كان قبلكم الغلو" ﴿الترمذی﴾
غلو سے بچو! اس لئے کہ غلو نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاکت میں ڈالا ہے.
اور اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

"يا أهل الكتاب لا تغلوا في دينكم ولا تقولوا على الله إلا الحق" ﴿النساء: ۱۷۱﴾
اے اہل کتاب! اپنے دین میں غلو سے کام نہ لو اور اللہ پر حق کے سوا کچھ نہ کہو.

محبت کا انجام

پاکیزہ محبت جو دلوں کو روح کے میلانِ صحیحہ سے حاصل ہوتی ہے اور جو شریعت کو محبوب ومطلوب ہے، اس کا انجام بڑا ہی قابلِ رشک اور خوش کن ہے اور جس کو بقا ودوام حاصل ہے، ایک ایسے شخص کے بارے میں آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا جو ایسی قوم سے محبت رکھتا تھا جس سے اس کی ملاقات نہیں تھی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
" المرأ مع من أحبّ " ﴿البخاری﴾ آدمی کا حشر اس شخص کے ساتھ ہوگا جسے وہ محبت رکھتا ہے.

عبید اللہ بن یزید رضی اللہ تعالی عنہ نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے آپ میری جان، مال اور آل واولاد سے زیادہ محبوب ہیں، جب آپ مجھے یاد آتے ہیں تو گھر میں ٹک نہیں سکتا کیوں کہ آپ کی جدائی میں بے قرار

ہوجاتا ہوں اور آپ کو دیکھ کر تسلی ہوجاتی ہے مگر میں اپنی اور آپ کی موت کا تصور کر کے کہتا ہوں کہ آپ تو فردوسِ بریں میں نبیوں اور رسولوں کے ساتھ بڑے بڑے درجات میں ہوں گے اور اگر میں جنت میں پہونچا بھی تو کسی ادنیٰ مقام میں ہوں گا، نہ آپ کا دیدار نصیب ہو سکے گا اور نہ آپ کو پاسکوں گا اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور آپ نے اسے پڑھ کر سنایا جس سے اس شخص کو قرار آ گیا.

"ومن يطع الله والرسول فأولئک مع الذين أنعم الله عليهم من النبيين والصديقين والشهداء والصالحين وحسن أولئک رفيقا" ﴿النساء: ٦٩﴾

اور جو بھی اللہ اور رسولﷺ کی اتباع کریگا وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ تعالی نے انعام کیا ہے جیسے نبی، صدیق، شہید اور نیک لوگ، یہ بہترین رفیق ہیں.

" من أحبنی کان معی فی الجنة" ﴿الترمذی﴾

جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا.

حقیقی محبت کہاں سے لائیں؟

محبت کی جگہ دل ہے اور دل کا مالک اللہ تعالی ہے، اس میں جس کی محبت وہ چاہتا ہے ڈالتا ہے، جس سے کسی کو انکار کا یارا نہیں، حتی کہ اللہ کے رسولﷺ کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنھا فرماتی ہیں:

"کان يقسم بين نسائه فيعدل ويقول:" اللهم هذا قسمی فيماأملک فلاتلمنی فيماتملک ولا أملک" ﴿الترمذی﴾

آپﷺ اپنی بیویوں کے درمیان باری اور دیگر امور کی تقسیم میں عدل سے کام لیتے تھے اور ساتھ ہی دعا کرتے تھے کہ اے اللہ میری یہ تقسیم ہے جس کا میں مالک ہوں تو تو مجھے ان امور میں ملامت نہ کرنا جس کا تو مالک ہے اور میں مالک نہیں ہوں.

یقیناً ہر چیز کی طرح محبت کا مالک بھی اللہ تعالی ہی ہے اور جب اور جس طرح چاہتا ہے انسانی دلوں کے درمیان اپنی مشیت اور مرضی کے مطابق اسے ڈالتا ہے.

" واعلموا أن الله يحول بين المرء وقلبه وأنه إليه تحشرون" ﴿الأنفال: ٢٤﴾

اور جان رکھو کہ اللہ تعالی آدمی اور اس کے دل کے درمیان حائل ہوجایا کرتا ہے اور بلا شبہ تم سب کو اللہ ہی کے پاس جمع ہونا ہے.

اور اللہ کے رسولﷺ فرماتے ہیں:

"بنی آدم کے دل رحمان کی دو انگلیوں کے درمیان ایک دل کی طرح ہیں، انہیں جس طرح چاہتا ہے پھیرتا رہتا ہے"

پھر آپﷺ نے یہ دعا پڑھی:

" اللهم مصرف القلوب صرف قلوبنا إلى طاعتک" ﴿مسلم﴾

اے دلوں کے پھیرنے والے اللہ ہمارے دلوں کو اپنی طاعت وبندگی کی طرف پھیر دے.

یقیناً دلوں کا پھیرنے والا اور دو دلوں کو الفت اور محبت کی لڑی میں پرونے والا اللہ تعالی ہی ہے، حتی کہ نبی اور رسول بھی یہ کام انجام نہیں دے سکتے، ہاں انسان دعا، طاعت، بندگی اور حصولِ محبت کے دیگر وسائل وذرایع کو اختیار کر کے یہ نعمت اللہ تعالی کے دربار سے حاصل کرسکتا ہے. اور مومن بندے کو ایسا کرنے کا حکم بھی ہے.

بعثتِ نبوی کے پہلے عرب کی قساوت قلبی اور ان کے دلوں کی دوری انتہا کو پہونچی ہوئی تھی ان کے درمیان الفت ومحبت پیدا کرنا آسان نہ تھا لیکن جب اللہ تعالی کی مشیت ہوئی تو باہم شیر وشکر ہوگئے، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

"وألف بين قلوبهم لوأنفقت ما فی الأرض جميعا ماألفت بين قلوبهم ولکن الله ألف بينهم إنه عزيز حکيم" ﴿الأنفال: ٦٣﴾

ان کے دلوں میں باہمی الفت ومحبت بھی اسی نے ڈالی ہے، زمین میں جو کچھ ہے اگر آپ ﷺ سارا کا سارا بھی خرچ کرڈالتے تو بھی ان کے دل آپس میں نہ ملا سکتے، یہ تو اللہ تعالی ہی نے ان کے دلوں میں الفت ڈالدی ہے، بے شک وہ غالب حکمت والا ہے.

کسی بندے کو الفت ومحبت کی یہ دولت مشیت الٰہی اور رضائے الٰہی سے حاصل ہوجائے تو یہ ایک بڑی نعمت ہے، اس پر اسے اللہ تعالی کا شکر بجالانا چاہئے.

"واعتصموا بحبل الله جميعا ولاتفرقوا واذكروا نعمة الله عليكم إذ كنتم أعداءً فألف بين قلوبكم فأصبحتم بنعمته إخوانا"
﴿ اٰل عمران : ١٠٣ ﴾

اوراللہ تعالی کی رسی کو سب مل کر مظبوطی سے تھام لو اور پھوٹ نہ ڈالو اور اللہ تعالی کے اس وقت کی نعمت کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت ومحبت ڈالدی تو تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی ہوگئے.

اللهم لک الحمد والشکر وأطلب منک حبک وحب نبيک وحب من يحبک وحب عمل يقربني إلى حبک ☆ والصلاة والسلام على نبيک وعلى اله وصحبه أجمعين.

.ممتازاحمد عبد اللطیف .اسلامك سینٹر دبئی. ٢٥/ ٦/ ١٩٩٨ء

مراجع

☆ القرآن الكريم.
☆ الجامع الصحیح. /الإمام البخاری.
☆ الجامع الصحیح. /الإمام مسلم.
☆ الترمذی. /الإمام الترمذی.
☆ مسند احمد. /الإمام احمد بن حنبل.
☆ زاد المعاد /ابن القیم.
☆ فتاویٰ ابن تیمیہ ج ٢٧. /شیخ الإسلام ابن تیمیہ.
☆ الحب والجنس من منظور اسلامی /محمد علی قطب.
☆ إحیاء علوم الدین ج ٣/٢ /الغزالی.
☆ رحمۃ للعالمین ج ٣/٢. /محمد سلیمان منصور پوری
☆ اسلامی خطبات ج ١. /عبد السلام بستوی.